AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زویا پیرزاد کی تصانیف میں خواتین کے معاشرتی مسائل کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of social issues of women in the writings of Zoiya Pirzad

نازیہ کوثر
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر (فارسی)، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد
gulelala789@gmail.com
ڈاکٹر محمد فیاض
اسسٹنٹ پروفیسر فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد
gondal_numl@yahoo.com

Abstract
Zoiya Pirzad's stories have many readers and women are especially much famous in this field. She is such a writer who is realist in all her works. She writes straight forwardly and her stories flow in a straight line. The reader of Zoiya's writings can still feel the urge to follow the process of the story without feeling bored of reading completely ordinary narratives of life and this shows her art in a special way. The relevant article shows social issues in Zoiya's writing. She wrote for women a lot.

Keywords:
Pirzad, women, straight, ordinary, narratives

ایران کے نثری ادب کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اس میدان میں بہت بڑے نام شامل ہیں جنہوں نے افسانہ نگاری میں اپنا ایک خاص نام پیدا کیا ہے۔ ان افسانہ نگاروں میں سید محمد علی جمالزادہ، جلال آل احمد، صادق ہدایت، صادق چوبک اور دیگر شامل ہیں۔ ایرانی ادب میں مردوں کے ساتھ ساتھ ایرانی خواتین بھی افسانہ نگاری میں برابر کی شریک ہیں اور ان خواتین کا ایک اہم کردار ہے۔ ایرانی خواتین نے خواتین کے معاشرتی مسائل کو بھی بیان کیا۔ ایسی ہی خواتین میں سے زویا پیرزاد کا نام بھی شامل ہے جو دور حاضر کی ایک منفرد اور معروف مصنفہ ہیں۔

ایرانی مصنفہ زویا پیرزاد ۱۹۵۲ میں ایران کے شہر آبادان میں پیدا ہوئیں۔ اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ تہران چلی گئیں اور وہیں شادی کی اور پھر اس کے بعد وہ جرمنی چلی گئیں اور وہی پر مستقل سکونت اختیار کرلی۔ زویا پیرزاد کے دو بیٹے ہیں۔

زویا پیرزاد کی فارسی داستانوں کے تین مجموعے ہیں جن کا نام ''مثل ہمہ ی عصرھا'' ''طعم گس خرمالو'' اور ''یک روز ماندہ بہ عید پاک'' ہیں۔ ان کے ناولوں کے نام ''چراغ ھا را من خاموش می کنم'' اور ''عادت می کنیم'' ہیں۔ انکے ناول اور داستانوں کے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

موضوعات خواتین کے مسائل کو اجاگر کرتے ہیں۔ داستانوں کے علاوہ وہ ”الیس در سرزمین عجایب“اور "آوای جھیدن غوک“ کی مترجم بھی ہیں۔

زویا نے اپنی تصانیف میں خواتین کے حقوق کا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے معاشرتی مسائل اور حدود کی بھی نشاندہی کی اور کتاب ”مثل ہمہ ی عصرھا“ کے افسانے اگرچہ نثر میں لکھے گئے ہیں تاہم وہ نظموں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

”مثل ہمہ ی عصرھا“ اٹھارہ داستانوں پر مشتمل ہے اور یہ کتاب فرانسیسی زبان کے علاوہ گرجی اور ارمنی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اور پاکستان میں پہلی بار اس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

عصر حاضر کی ممتاز ایرانی خواتین میں سے ایک زویا پیرزاد ہیں جنھوں نے اپنی تحریروں میں ایک روایتی معاشرے میں خواتین کے حقوق کا دفاع کیا۔ انھوں نے معاشرے میں خواتین کے مسائل اور ان کے حدود کی نشاندہی کی اور روایات کے خلاف جنگ بھی لڑی۔

زویا پیرزاد کے افسانوں اور ناولوں کی اہمیت مختلف سماجی طبقات سے تعلق رکھنے والی خواتین کی زندگیوں کے بارے میں عیاں ہے۔ زویا کے بارے میں فارسی الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

”وی از داستان نویسانی است کہ بہ دلیل برخورداری از سادگی، ایجاز، صراحت، روایت و فضا سازی زنانہ در آثارش در بین نویسندگان زن از تشخص سبکی خاص برخوردار است“(۱)

ترجمہ: وہ ایک ایسی ناول نگار ہیں جو اپنی سادگی، اختصار، وضاحت، بیان اور نسائی ماحول کی وجہ سے خواتین میں ایک خاص انداز رکھتی ہیں۔

زویا نے اپنے افسانوں میں خواتین کی اس صورت حال کو بیان کیا ہے جس میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح روایتی معاشرے کی حدود میں قید ہے اور ”مثل ہمہ ی عصرھا“ میں زویا نے اپنے افسانوں کے ذریعے اپنے افکار، سرزمین ایران کی ثقافت اور تہذیب اور خواتین کے معاشرتی مسائل کو واضح اور روشن کیا ہے۔

انہوں نے اپنے افسانوں میں عورت کے معاشرتی موضوعات کی نشاندہی کی ہے۔ عورت ثقافتی، سماجی، جذباتی مسائل کے ساتھ ساتھ سیاسی مسائل کا بھی شکار ہے اور زویا نے ان مسائل سے نمٹنے کا اپنی تصانیف میں حل بھی بتایا ہے۔ خواتین کے بنیادی مسائل جو معاشرتی موضوعات کا حصہ ہیں اور جن پر توجہ دی گئی ہے وہ پدرانہ نظام، خواتین کی تذلیل، تنہائی، خاموش رہنا، شادی پر پابندیاں اور موافقت پر مجبور ہونا وغیرہ ہیں۔

زویا پیرزاد اپنی توجہ معاشرے میں خواتین کی زندگیوں کو بیان کرنے پر مرکوز کرتی ہیں۔ ان کی تصانیف کو پڑھ کر قاری عورت ہونے کے معاملات اور اس کے ارد گرد کے مسائل کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کو سمجھ سکتا ہے۔

ہر معاشرے کی مخصوص ثقافتی اور سماجی اور معاشرتی اقدار ہوتی ہیں اور معاشرے میں خواتین کی زندگی ان اقدار اور مسائل سے متاثر ہوتی ہے۔

Vol. 1, No.4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ایک سماجی اور معاشرتی مسئلہ جس کی وجہ سے خواتین کو محکوم بنایا گیا ہے وہ پدرانہ نظام کا مسئلہ ہے۔ پدرانہ نظام میں عورت کا واحد فرض خاموش اور اطاعت کرنا ہے اور مرد اس چیز کا ذمہ دار ہے۔

پدرانہ نظام میں عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں ہمیشہ نیچے رکھا جاتا ہے۔ عورت مرد کے سامنے اپنی تمام صلاحیتیں اور اقدار کھو دیتی ہے۔

پدرانہ نظام کی رکاوٹوں میں پھنسی ہوئی خواتین کی تصویر کشی کرتے ہوئے زویا پیرزاد دھیرے دھیرے اپنے تنقیدی انداز میں پدرانہ نظام کے مسئلے کو بیان کرتی ہیں اور پھر اس نظام کے خلاف ردعمل کا اظہار کرنے والی خواتین کے کرداروں کو تخلیق کرکے مردانہ سماج کے خلاف اپنے عدم اطمینان کی تصویر کشی کرتی ہیں۔

زویا پیرزاد اپنے ناول "چراغ ھارا من خاموش می کنم" میں اس مسئلہ کو ناول کے مرکزی کردار کے الفاظ کے ذریعے واضح طور پر بیان کرتی ہیں:

"مسئله ی اعتقاد نیست- مسئله ی خود خواهی است ما زن ها از صبح تا شب باید جان بکنیم که همه چیز برای شما مردها آماده باشد که به خیال خودتان دنیای بهتری بسازید نه به فکر ما هستید، نه به فکر بچه ها" (۲)

ترجمہ: یہ اعتماد کی بات نہیں ہے بلکہ خود غرضی کی بات ہے ہم عورتوں کو یہ یقینی بنانے کے لیے صبح سے رات تک کام کرنا چاہیے کہ آپ مردوں کے لیے، آپ کی اپنی سوچ کے مطابق ایک بہتر دنیا بنانے کے لیے تیار ہیں اور آپ مردوں کو نہ ہماری فکر ہے اور نہ اپنے بچوں کی۔

اگرچہ زویا کی تصانیف کے لحاظ سے دیکھا جائے تو عورت کمزور ہے مگر کہیں کہیں عورت طاقتور بھی دکھائی دیتی ہے مثال کے طور پر زویا کا ایک ناول "عادت می کنیم" میں ایک عورت ہے جو آرزو کی ماں کے طور پر دکھائی گئی ہے۔ وہ ایک پرانی نسل اور مغلوب عورت کی نمائندگی کرتی ہے نہ کہ تابعداری کی۔ وہ ایک عام عورت ہے جس کی زندگی کا مقصد بس پارٹیوں اور دعوتوں میں جانا ہے۔ بیوی پسند کی شادی نہ ہونے کے سبب مرد کو دھوکا دیتی ہے اور اپنے طور پر سوچتی رہتی ہے کہ اسے فلاں شخص کی بیوی بننا چاہیے تھا اور اس لیے وہ اپنی من مانی کرتی ہے۔ مثال پیش خدمت ہے:

"پدر آرزو اسم و رسم دار نبوده حالا باید تاوان آنها را مردش می داد به خاطر همین هر چه می خواست باید انجام می گرفت" (۳)

ترجمہ: آرزو کے والد کوئی مشہور شخص نہیں تھے اور اب اس کے شوہر کو ان کی قیمت چکانی پڑی اسی لیے وہ جو چاہے کرے۔

"عادت می کنیم" ناول میں پدرانہ نظام کا مسئلہ بہت سنگین ہے۔ خاندان میں مردوں کے زیر تسلط خواتین کی صورت حال ہمارے معاشرے پر حاوی ہونے والے پدرانہ نظام کی واضح عکاسی کرتی ہے۔ اس ناول سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین اپنی کمتری کو خوشی سے قبول کرتی ہیں۔ خواتین کمزور دکھائی دیتی ہیں جنہیں صرف مردوں کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"عادت می کنیم" میں عورت کی تنزلی دیکھی گئی ہے۔ معاشرے میں خواتین کو کمتر سمجھا جاتا رہا ہے اگرچہ خواتین نے طویل عرصے سے خاندان اور معاشرے دونوں میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

معاشرے کا یہ ایک اہم موضوع ہے کہ خواتین کے حقوق کی پامالی کی جاتی ہے اور خواتین کی حیثیت کو مردوں سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔

"عادت می کنیم" میں اگرچہ عورت کو کہیں طاقتور بھی دکھایا گیا ہے مگر عورت کو اس کے ساتھ ساتھ کمزور بھی دکھایا گیا ہے۔ در حقیقت دیکھا جائے تو خواتین نے خاندانی زندگی میں بطور عورت اپنے کردار کو نظر انداز کیا ہے۔

اس طرح عورت کے طاقتور ہونے کی مثال ان کے ناول "چراغ ھارا من خاموش می کنم" میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ زویا کے اس ناول میں محترمہ نورالھی ایک فعال خاتون ہیں جو اپنے والد کے فیصلہ کے خلاف جاتی ہے اور جدوجہد کا آغاز کرتی ہے۔ اس کے والدین اگرچہ تعلیم یافتہ تھے مگر اپنی بات پر بضد تھے کہ بیٹی کی شادی خاندان میں کریں گے مگر نورالہی اس شادی پر راضی نہ تھی اور وہ اپنے کزن کی مدد سے پیمان نامی لڑکے سے شادی کر لیتی ہے جس سے وہ محبت کرتی تھی۔ مثال ملاحظہ فرمایئے:

"نورالهی یک کفش کرده بودند که باید با پسر عمویم ازدواج کنم، می دانم توی ارمنی ها رسم نیست ولی بین ما ازدواج فامیلی بد که نیست هیچ، به قول قدیمی ها ثواب هم دارد، حتماً عقد دختر عمو و پسر عمو توی آسمان را شنیدید؟" (۴)

ترجمہ: کہ وہ ایک ہی کشتی میں سوار تھے کہ شادی کرنی تھی لیکن میں اپنے خاندان کے لوگوں میں یہ نہیں جانتی تھی کہ شادی کا رواج برا ہے جیسا کہ کہاوت ہے کہ اس کا ثواب بھی ہے اور کیا آپ نے آسمان میں کزن کی شادی کے بارے میں سنا ہے۔

زویا پیرزاد نے اپنی تصانیف میں نہ صرف خواتین کی زندگی کے مسائل کو بیان کیا ہے۔ بلکہ ان مسائل کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کا بھی حوالہ دیا ہے۔ ان کے افسانوں اور ناولوں میں خواتین مختلف طریقوں سے اپنی زندگی کے مسائل سے نمٹتی ہیں۔ بعض خواتین مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے صبر کرتی ہیں اور بعض مقابلہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ خاموشی اور مطابقت ان کے معاشرتی موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ہے۔ طلاق کے بعد کی زندگی اور طلاق یافتہ خواتین پر پیش آنے والے مسائل اور حدود کا تصور کرتے ہوئے وہ زندگی کے مشکل حالات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔

شادی پر پابندی بھی زویا پیرزاد کے معاشرتی موضوعات کا ایک اہم موضوع ہے۔ "چراغ ھارا من خاموش می کنم" میں محترمہ سیمونیان کی شادی جبری شادی کی ایک مثال ہے۔ اپنے والد کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ کسی ایسے شخص سے شادی کر لیتی ہے جس میں اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور یہ شادی کامیاب نہیں ہوتی کیونکہ یہ شادی دولت کی لالچ میں کی گئی تھی۔ مثال ملاحظہ فرمایئے:

"پدرم گفت شاعر به درد زندگی نمی خورد. گفت به خاطر ثروتم می خواهد با من ازدواج کند. گفت کسی عاشق دختر کوتوله نمی شود ولی شوهرم و پدرم عاشق شدند. عاشق ثروت همدیگر- پدرم گفت اگر زنش شوم..." (۵)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: میرے والد نے کہا کہ شاعر زندگی کو نہیں سمجھتا اور دولت کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے اس نے کہا کہ کوئی بھی بونی لڑکی سے پیار نہیں کرے گا لیکن میرے شوہر اور باپ نے کیا۔ میرے والد نے کہا کہ ایک دوسرے کی دولت سے پیار کرو اگر میں اس سے شادی نہ کروں۔"

معاشرتی موضوعات میں سے ایک اہم موضوع تنہائی اور بے بسی ہے اور تنہائی اور بے بسی کے مسائل خواتین کی نفسیات پر بڑے پیمانے پر منفی اثرات چھوڑتے ہیں۔ خاندانی اختلاف، طلاق، جذباتی پن وغیرہ کئی ایسے عوامل ہیں جو خواتین میں تنہائی کے رجحان کا موجب بنتے ہیں۔

اس طرح ایک اور اہم معاشرتی موضوع یہ ہے کہ جس ثقافت میں عورت کی پرورش ہوئی اس کے پیش نظر ایک خاندان کی تشکیل اور مادریت کے کردار کو قبول کرنے کے بعد ایرانی عورت اپنے روزمرہ کے معمولات اور نسوانی فرائض میں اس قدر غرق ہو جاتی ہے کہ وہ ایک آزاد شخصیت کے طور پر اپنا وجود بھول جاتی ہے۔

زویا پیرزاد کے افسانوں میں کچھ خواتین کی شناخت کا خلاصہ خواتین کے اپنے کرداروں میں دیکھا گیا ہے۔ ان کی شخصیت گھر سے اس قدر جڑی ہوتی دیکھی گئی ہے کہ ان کی اپنی کوئی الگ شناخت نہیں ہے۔ عورت کی دنیا اپنے شوہر اور بچوں کی دیکھ بھال، کھانا پکانے اور خاندانی زندگی کی فکر میں سمٹی ہوئی ہے اور عورت اپنے آپ کو گھر کی ذمہ داریوں میں تبدیل نہیں کرتی۔ مثلاً زویا کے افسانے "قصہ خرگوش و گوجہ فرنگی" (خرگوش اور ٹماٹر کا افسانہ) جو کہ "مثل ہمہ ی عصرھا" کا ایک افسانہ ہے اور یہ افسانہ ایک عورت کی زندگی کے روزمرہ معمولات، اس کی ذمہ داریوں اور ایک ادھوری کہانی لکھنے کی خواہش کے گرد گھومتا ہے۔

اس افسانہ میں ذمہ داریوں اور خوابوں کا ٹکراؤ دکھایا گیا ہے۔ مثال پیش خدمت ہے:

"می خواستم چیزی یاداشت کنم چه بود؟ تکه کاغذی از دفترچه ی دخل و تراجم می کنم و رویش می نویسم. گوجه فرنگی کاغذ را باید بچسبانم به آئینه ی دستشویی تا فردا یادم باشد که" (۶)

ترجمہ: میں کسی بات کو لکھنا چاہتی تھی۔ وہ کیا بات تھی؟ میں کاپی سے کاغذ کا ایک ٹکڑا پھاڑتی ہوں۔ وہ کاپی جو میں نے روزمرہ کے حساب اور اخراجات لکھنے کے لیے رکھی ہوتی ہے اور میں اس سے ٹماٹر لکھتی ہوں۔ مجھے کاغذ کو سنک والے آئینہ پر چپکا دینا چاہیے تا کہ کل مجھے یاد رہے۔

یہ مثال اس چیز کی نشاندہی کرتی ہے۔ کہ کس طرح ہماری ضروریات اور ذمہ داریاں ہمارے تخلیقی خیالات کو دھندلا دیتی ہیں۔ خرگوش اور ٹماٹر کا افسانہ نہایت گہرا ہے۔ خرگوش کا گڑھے میں قید ہونا درحقیقت اس عورت کی اپنی زندگی کی عکاسی کرتا ہے اور جس طرح خرگوش باہر نکلنے کی خواہش کے باوجود گڑھے میں قید ہے اس طرح خاتون بھی اپنی مصروفیات کے جال میں پھنسی ہوئی ہے اور مصروفیات کی وجہ سے ہی اپنا افسانہ مکمل کرنے سے قاصر ہے۔ خواہشات عورت کی ذات کا حصہ ہیں مگر معاشرہ ان خواہشات کو سنجیدگی سے نہیں لیتا۔ عورت کی شناخت اور آزادی کو یہاں دبا ہوا دیکھا گیا ہے اسی حوالے سے زویا پیر زاد کا ایک اور افسانہ "همسایه ها" (ہمسائے) بھی اس طرح کا ایک افسانہ ہے جس میں عورت صرف گھر کی ذمہ داریوں اور اپنے شوہر اور بچوں کے خیال رکھنے میں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مصروف دکھائی گئی ہے اور یہ افسانہ بھی اسی معاشرتی حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ گھر کی خواتین کتنی محبت اور محنت سے اپنے خاندان کی خدمت کرتی ہیں لیکن اکثر ان کی محنت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور عورت اپنی شناخت بھی کھو بیٹھتی ہے۔

اس طرح مصروفیات کی زیادتی اور اپنی شناخت کو کھو دینے کے حوالے سے زویا پیرزاد کا افسانہ "لکہ "(دائرہ) بھی اس زمرے میں آتا ہے۔ یہ افسانہ ایک ایسی عورت کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے جو کہ تیس سال سے قید میں دکھائی گئی ہے اور یہ قید اس کی روزمرہ کی مصروفیات ہیں۔

عورت کی زندگی ایک بند دائرے کی مانند ہے جہاں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آتی اور عورت اپنے روزمرہ کے معاملات میں پر سکون بھی دکھائی دیتی ہے۔ عورت اپنے شوہر کی آمد کو ایک چھوٹے سے نقطے دائرے سے پہچانتی ہے جو اس کے لیے ایک مانوس علامت ہے کیونکہ عورت کے لیے نقطے کی آمد اس کی دنیا کو مکمل کر دیتی ہے۔

زویا نے انتہائی سادہ انداز میں عورت کی روزمرہ زندگی کے معمول کو بیان کیا ہے اور دائرہ عورت کی زندگی کے معمول اور قید کی علامت ہے۔ چھوٹا سیاہ نقطہ اس کے شوہر کی علامت ہے جو اس کی دنیا کو مکمل کرتا ہے مثال ملاحظہ فرمایئے:

”نقطه کم کم بزرگ تری شد، تغییر شکل ی داد و زن شوهرش را می دید که آرام آرام به طرف خانه می آید." (۷)

ترجمہ: وہ نقطہ آہستہ آہستہ بڑا ہو جاتا ہے اور ایک شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے اور عورت اپنے شوہر کو دیکھ لیتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف آرہا ہے۔

اس افسانہ میں معاشرتی موضوعات کے حوالے سے یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح معاشرہ خواتین سے مخصوص روایتی رویے اور کردار کی توقع رکھتا ہے جیسے تابع دار بیوی بننا، بچوں کی پرورش کرنا اور گھر سنبھالنا وغیرہ۔

زویا کی تصانیف میں جہاں عورت گھریلو کاموں میں مصروف دکھائی گئی ہے وہاں دیکھا جائے تو دوسری طرف کئی جگہوں پر اس ذمہ داری سے آزاد ہونا بھی عورت کا دکھایا گیا ہے۔ مثلاً ”طعم گس خرمالو“ کا ایک افسانہ ”آپارتمان“ (۸) ایک ایسی خاتون کی زندگی کے بارے میں ہے جو اپنے شوہر کے مطابق اپنے کیریئر میں آگے بڑھنے اور گھریلو فرائض کی بجائے گھر سے باہر اپنی ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونے کی فکر کرتی ہے۔ افسانے کا کردار ”مہناز“ اپنے شوہر ”فرامرز“ سے علیحدگی اختیار کرنے والی ہے کیونکہ فرامرز کا خیال ہے کہ عورت کو صرف اپنے گھر اور زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

اسی طرح آزادی کے ساتھ ساتھ ایک اور جگہ عورت کا احتجاج کرنا بھی افسانوں اور ناولوں میں دکھایا گیا ہے مثلاً ”یک روز مانده به عید پاک" میں زویا پیرزاد کے افسانہ ”هسته های آلبالو“(۹) میں ”ادموند“ کی ماں اپنی موجودہ صورت حال پر احتجاج کرتی ہوئی دکھائی گئی ہے اور وہ اپنے عمل سے اس طرح ظاہر کرتی ہے کہ وہ ”ادموند“ کی دادی، خالہ اور باپ کے سخت الفاظ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے بچے کی پرورش خود کرنا چاہتی ہے۔

زویا کی تصانیف کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زویا پیرزاد کے ہاں خواتین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کچھ نے

شعوری طور پر اپنے موجودہ حالات کو قبول کیا ہے اور سر تسلیم خم کر دیا ہے جبکہ کچھ نے لاشعوری طور پر اپنے موجودہ حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور صبر سے برداشت کیا ہے یعنی خواتین کے ایک گروہ نے شعوری طور پر اپنی زندگی کے نشیب وفراز کو قبول کیا ہے اور دوسرے گروہ نے اپنی قسمت کو دانستہ طور پر قبول کیا ہے۔زویا پیرزاد آزادی کا راستہ کھولنا چاہتی ہیں۔ان کا نظریہ مردوں پر عورتوں کے تسلط پر مبنی نہیں ہے وہ ایک ایسے عہدے کا مطالبہ کرتی ہیں۔جو ان کا حق ہے۔

زویا پیرزاد کی تصانیف میں عورتوں کے لیے ایک پیغام چھپا ہوا ہے کہ خواتین چاہے وہ کام کرنے والی خود مختار ہوں یا گھریلو خواتین ہوں،زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اور اس دوران آنے والی مشکلات کا حل تلاش کرنے کا نام زندگی ہے نہ کہ ہار ماننا اور مایوسی اس چیز کا حل ہے۔

اس حوالے سے ”طعم گس خرمالو“ افسانہ ایک ایسی دولت مند اور خود مختار عورت کے بارے میں ہے جو اپنی وابستگیوں اور ماضی کو کسی پر ضائع نہیں کرتی یہاں تک کہ اپنے شوہر پر بھی نہیں اور وہ گھر بیچنے کو تیار نہیں ہے جو اسکے والد نے اسے دیا تھا۔وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک چھوٹی آرام دہ جگہ پر رہتی ہے یہاں ایسی خواتین کی زندگیوں کو دکھایا گیا ہے جو موجودہ حالات سے مطمئن نہیں ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ ہمت نہیں ہارتیں اور نہ ہی غیر فعال طریقے سے کام کرتی ہیں۔

”طعم گس خرمالو“ کے افسانوں میں عورت آزاد دکھائی گئی ہے کیونکہ یہاں خواتین نے کچھ خود آگاھی حاصل کی ہے اور مردوں کے تسلط سے باہر نکل آئی ہیں اور ”لکہ“ اور "آپارتمان" اس حوالے سے بہترین مثالیں ہیں اور اس کے برعکس تین افسانوں کا مجموعہ ”مثل ہمہ ی عصرھا“ میں خواتین کا کردار خاندانی پریشانیوں کا سامنا کرتے ہوئے کسی بھی طرح کے مسلط کردہ جبر کو برداشت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس حوالے سے ”گل ھای وسط آن روتختی“ (بیڈ شیٹ کے درمیانی پھول) بہترین مثال ہے جس میں عورت صرف اس لیے طلاق یافتہ ہے کیونکہ اس کی تین بیٹیاں ہیں اور بوڑھے کو بیٹا چاہیے:

”روزی که شوهرش طلاقش داد سه دخترش جنجال کردند سرپیری پسر می خواهد - روشنک نه فریاد زد و نه گریه کرد از پله ها پایین رفت و دارد زیر زمین شد.“(۱۰)

ترجمہ: عورت کو اس لیے طلاق دے دی کیونکہ اس کی تین بیٹیاں ہیں اور بوڑھے کو بیٹا چاہیے۔”روشنک نہ چیخی چلائی،نہ روئی"وہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں داخل ہوگئی۔

مختصر یہ کہ زویا پیرزاد اپنی تصانیف کے حوالے سے دورِ حاضر کی سب سے کامیاب ایرانی مصنفین میں سے ایک ہیں اور بلاشک وشبہ وہ ایک حقیقت پسند مصنفہ ہیں۔اس کا قاری اکتاہٹ کا قطعا شکار نہیں ہوتا لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ زویا پیرزاد کی تصانیف ادب کے میدان میں ایک خوبصورت اضافہ ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No.4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حوالے

(۱) نیکوبخت و دیگران، (۱۳۹۱) الگوی تحول نقش زن از همسر خانہ دار رمان ھای سروشون و عادت می کنیم، ادبیات د زبانها، نقد ادبی، شمارہ ۱۱، تہران، ۱۲۰۔

(۲) پیرزاد، زویا، ۱۳۸۰، ”چراغ ھارا من خاموش می کنم“ نشر مرکز، تھران، ۲۶۲۔

(۳) ہمان، ” عادت می کنیم“ ۱۳۸۱، نشر مرکز۔ تہران، ۱۷۱۔

(۴) ہمان، ۱۳۸۰، ”چراغ ھارا من خاموش می کنم“، نشر مرکز، تہران، ۱۹۵۔

(۵) ہمان، ۱۸۴۔

(۶) پیرزاد، زویا، ۱۳۷۰، ” مثل ہمہ ی عصرھا“، نشر مرکز، تہران، ۵۔

(۷) ہمان، ایضاً، ۱۲۲۔

(۸) ہمان، ۱۳۷۶، ”طعم گس خرمالو“، نشر مرکز، تہران، ۱۰۶۔

(۹) ہمان۱۳۷۸، ”یک روز ماندہ بہ عید پاک“، نشر مرکز، تہران، ۲۲۵۔

(۱۰) ہمان۱۳۷۰، ” مثل ہمہ ی عصرھا“، نشر مرکز، تہران، ۴۷۔

BIBLIOGRAPHY

1. Farsheed, Nijar Humaioun Far, Maghaaisay Tatbeeqi Faminism Dar Charagh Ha Raa Mun Khamoosh me Kunam, (Tehran: 1393 Adbiat Tatbeeqi Shumara 11)
2. Naikoo Bakht, Rawand Takween Sabqa Zananay Dar Aasaaray Zoiya Peerzad, (Tehran: 1391 Naqday Adbi, Shumara 18)
3. ibid, Roman Haiay Sawishoon Naqshiay Zan, (Tehran: 1391 Adbiat wa Zobon Ha Shumara 11)
4. Zoya Pirzad, Aadat me Kuneem (Tehran: 1381)
5. ibid, Charaagh Ha Raa Mun Khamoosh me Kunam (Tehran 1380)
6. ibid, Misla hum Asar Ha (Tehran: 1370).
7. ibid, Taam Gis Khirmaloo (Tehran:1376).
8. ibid, Taam Gis Khirmaloo (Tehran:1376)
9. ibid, Yik Rooz Maanday Baiy Eid Pak (Tehran 1378)